پروفیسر عبدالجبار شاکر (اسلام آباد)

توہینِ رسالت اور مغرب

اللہ تعالیٰ نے انسانی ہدایت کے لیے جن انبیاء و رسل علیہم السلام کو منتخب کیا اور مبعوث فرمایا' انہیں ایسی کتب وصحائف بھی عطا کیے گئے جن میں وہ احکام اور تعلیمات پیش کی گئیں' جن پر عمل پیرا ہو کر ایک بندہ مومن اپنے خالق حقیقی کی رضاجوئی کو حاصل کر سکتا ہے اور آخرت کے کڑے احتساب میں فوز وفلاح کی ضمانت حاصل کر سکتا ہے۔ کاروانِ نبوت کا یہ سلسلہ آدم علیہ السلام سے شروع ہو کر محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ختم نبوت تک جاری رہا۔ اس دوران میں جس قدر انبیائے کرام علیہم السلام مبعوث ہوئے' وہ سب مختلف نوع کی آزمائشوں کا شکار ہوئے۔ انہیں طرح طرح کی تکالیف پہنچائی گئیں۔ ان پر ناگفتہ بہ الزامات اور اتہامات لگائے گئے۔ انہیں دردناک طریقے سے قتل کیا گیا' قید وبند میں ڈالا گیا' وطن چھوڑنے اور ہجرت اختیار کرنے پر مجبور کیا گیا۔ انبیائے کرام علیہم السلام کے ساتھ ایسے دردناک اور شرمناک سلوک کے واقعات سے کتابیں بھری پڑی ہیں۔

انبیائے کرام کو تکالیف پہنچانے اور ان پر الزامات لگانے میں یوں تو ہر عہد کے بدبخت اور شقی القلب لوگ شامل رہے ہیں' مگر یہود و نصاریٰ ان بدبختوں کے سرخیل دکھائی دیتے ہیں۔ یہ یہودی بادشاہت کا دور ہی تو تھا کہ جس میں ایک رقاصہ کی درخواست پر بادشاہ وقت نے یحییٰ علیہ السلام جیسے پاکیزہ پیغمبر کا سر قلم کر کے ایک طشت میں رکھ کر اس حرافہ کے قدموں میں ڈال دیا گیا۔ یہ بھی یہودی بادشاہت کا عہد ہے کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام جیسے پاک نفس اور نیکوکار پیغمبر کو قید و بند میں رکھا گیا۔ ایک تہوار کے موقع پر جب بادشاہ نے اپنی کیبنٹ سے پوچھا کہ دو خطرناک مجرموں براباڈا کو اور مسیح ناصری میں سے آج کسے رہا کیا جائے تو بدطینت اور بدبخت وزراء کا جواب یہ تھا کہ "براڈا کو کی رہائی کے بارے میں تو

سوچا جا سکتا ہے مگر مسیح کو رہا کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔'' آپ علیہ السلام پر مقدمہ چلایا گیا اور پھر یہ فیصلہ ہوا کہ آپ کو صلیب پر لٹکا دیا جائے۔ قید و بند اور صلیب تک لے جانے کے دوران میں اس اللہ کے سچے اور عظیم نبی کے ساتھ کیسا سلوک روا رکھا گیا' اس سے یہود کی ذہنیت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ انبیائے کرام علیہم السلام کی اہانت یہود کی فطرت میں رچی بسی ہوئی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ۳۱۵ کتابیں اور صحائف مختلف انبیائے کرام علیہم السلام پر نازل کیں' جن میں بہ تکرار اور مسلسل نبی آخرالزماں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت و نبوت کی پیشن گوئیاں درج ہیں اور آج بھی زبور' تورات اور اناجیل کے تحریف شدہ متون میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مبارک آمد کے حوالے دیکھے جا سکتے ہیں۔ یہود و نصاریٰ صدیوں سے اس آخری پیغمبر کی آمد کا انتظار کر رہے تھے۔ انہیں اس کی علامتیں بھی معلوم تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کے موقع پر انہی بشارتوں اور پیشین گوئیوں کے باعث بہت سے خوش نصیب ربیّین اور پادریوں نے دولت ایمان حاصل کی' مگر بہت سے ایک ایسے تعصب کا شکار ہوئے کہ جس کی رو آج تک جاری ہے۔ ایسی واضح پیشین گوئیوں اور بشارتوں کے باوجود ایسا کیوں ہے......؟ یہ ایک ایسا سوال ہے جسے ہمارے سیرت نگاروں اور محققین نے بہت تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے۔ اس موضوع سے دلچسپی رکھنے والے حضرات کو ان کتب کا مطالعہ کرنا چاہیے۔

حضرت ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات کے ساتھ عناد' مخاصمت اور اہانت آمیز رویوں کا آغاز بھی یہود کی طرف سے ہوا۔ وہ اپنی گفتگوؤں میں ذومعنی الفاظ کے استعمال سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اہانت کا سامان کیسے کرتے تھے۔ قرآن مجید نے اس کی واضح مثال یوں دی ہے:

﴿**یایہا الذین امنوا لا تقولوا راعنا وقولوا انظرنا واسمعوا وللکفرین عذاب الیم**﴾ (البقرہ:۱۰۴)

''اے لوگو! جو ایمان لائے ہو راعنا نہ کہا کرو بلکہ انظرنا کہو اور توجہ سے بات کو سنو۔ یہ کافر تو عذاب الیم کے مستحق ہیں۔''

سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مطالعہ کرتے ہوئے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی کسی سے شخصی انتقام نہیں لیا' بلکہ ہمیشہ عفو و درگزر کی روشن مثالیں قائم کی ہیں۔ صرف ایک جرم ایسا ہے جس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی مفاہمت یا درگزر کا رویہ اختیار نہیں کیا اور

وہ توہینِ رسالت کا جرم ہے۔ رسالت و نبوت ایک فریضہ خداوندی ہے، جس کی توہین یا اہانت ناقابل تصور جرم ہے۔ نبی اپنی ذات اور شخصیت کے حوالے سے تو صبر و عزیمت کا کردار انجام دے سکتا ہے، مگر منصب رسالت یا فریضہ نبوت کے سلسلے میں کسی اہانت کا تسلیم کیا جانا کسی طور ممکن نہیں ہوسکتا۔ قرآن مجید میں سابقہ اقوام کے توہینِ رسالت کے رویے کو یوں پیش کیا گیا ہے:

﴿یحسرة علی العباد ما یاتیھم من رسول الا کانوا بہ یستھزءون﴾ (یٰس:۳۰)

''افسوس بندوں کے حال پر جو رسول بھی ان کے پاس آیا اس کا وہ مذاق ہی اڑاتے رہے۔''

﴿ولقد استھزی برسل من قبلك فاملیت للذی کفروا ثم اخذتھم فکیف کان عقاب﴾ (الرعد:۳۲)

''تم سے پہلے بھی بہت سے رسولوں کا مذاق اڑایا جاچکا ہے، مگر میں نے ہمیشہ منکرین کو ڈھیل دی اور آخرکار ان کو پکڑلیا۔ پھر دیکھ لو میری سزا کیسی سخت تھی۔''

تاریخ سیرت کے مطالعے سے پتہ چلتا ہے کہ مدینہ میں یہود توہینِ رسالت کو مختلف پیرائیوں میں جاری رکھے ہوئے تھے۔ اہانت آمیز الفاظ، جملے اور ہجویہ شاعری کے ذریعے وہ اس جرم کا ارتکاب کرتے تھے۔ توہینِ رسالت کا ارتکاب کرنے والے بدبختوں میں کعب بن اشرف، نضر بن حارث، عقبہ بن ابی معیط، عصما (ایک ہجوگو شاعرہ)، ابوعفک، ابورافع، ابوعزہ، جمحی، ابن خطل کی دو ہجوگو لونڈیاں ارتب اور ام سعد اور حارث بن طلال کے نام ملتے ہیں۔ ان سب مجرموں کو دورِ نبوت میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم یا علم سے قتل کیا گیا۔ فتح مکہ کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دل و دماغ میں قریش کے تمام تر مظالم کا نقشہ موجود تھا، مگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس موقع پر عفو عام کا اذن دیا، مگر اس عام معافی میں ایک استثنا روا رکھا گیا اور یہ وہ لوگ تھے جن سے توہین رسالت کے جرم کا ارتکاب ہوا تھا۔ ان کے بارے میں تو یہاں تک فرمایا گیا کہ اگر یہ لوگ غلافِ کعبہ میں بھی لپٹے ہوں تو انہیں معاف نہ کیا جائے۔ ان مثالوں سے واضح ہوتا ہے کہ گستاخ رسول، شاتم رسول اور توہینِ رسالت کے مرتکب کی سزا موت سے کم نہیں ہے اور عقل سلیم بھی اس کا تقاضا کرتی ہے۔

امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ کعب بن اشرف جو ایک یہودی سردار تھا اور اہانت رسالت میں اس کی

سرگرمیاں بہت بڑھ گئی تھیں۔اس کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ کعب بن اشرف کا ذمہ کون اٹھاتا ہے۔اس پر محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پسند کرتے ہیں کہ میں اسے ٹھکانے لگادوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں میں ایسا ہی چاہتا ہوں۔انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کے ساتھ کچھ باتیں کرنے کی اجازت طلب کی جو عطا کردی گئی۔ بالآخر محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کا کام تمام کرنے میں کامیاب ہوگئے۔عبداللہ بن عتیک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس طرح کے ایک یہودی ابورافع کو ٹھکانے لگایا۔اسی طرح وہ نابینا صحابی کی بیوی جو بہت نازیبا الفاظ اور گالیاں بکتی تھی' اس کے شوہر نے اس کا گلا دبا کر اسے موت سے ہمکنار کردیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے خون کو رائیگاں قرار دے دیا۔

ریاستی سطح پر اہانت رسول کرنے والوں سے کیا سلوک کیا جائے' اس کی سب سے بڑی مثال خلافت صدیقی میں مسیلمہ کذاب کے حوالے سے دیکھی جاسکتی ہے۔مسیلمہ بنی حنیفہ کے سترہ رکنی وفد کے ساتھ دربارِ نبوت میں حاضر ہوا۔اس کے علاوہ سب لوگ ایمان لے آئے' مگر یہ اپنی متکبرانہ روش پر قائم رہا اور شراکت نبوت کی تجویز پیش کی اور اس نے واپس وطن جاکر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک خط بھی لکھا جس کا جواب مکاتیب نبوی میں محفوظ ہے۔مسیلمہ کی مکالمت اور مراسلت دونوں کی ناکامی کے بعد اس نے اپنی نبوت کاذبہ کے استحکام کے لیے فوجی قوت بڑھانا شروع کردی۔خلافت صدیقی کے بالکل اوائل میں اس فتنے کے خاتمے کے لیے بہت سے صحابہ کو بھیجا گیا' مگر بالآخر حضرت خالدؓ بن ولید تیرہ ہزار صحابہ کے ساتھ مقابلے پر نکلے۔مسیلمہ کی فوج مسلمانوں سے کئی گنا زیادہ اور خوب مسلح تھی' مگر حق پرستوں کے مقابلے میں اس کی فوج کے ستر ہزار سور ما کھیت رہے۔صحابہ کے لشکر میں ایک ہزار کے قریب مجاہدین نے رتبہ شہادت حاصل کیا۔ یمامہ کی اس جنگ کی شدت کا اس بات سے اندازہ لگائیے کہ عہد نبوی کے ۲۸ غزوات اور ۵۴ سرایا میں کل ۲۵۹ صحابہ شہید ہوئے مگر اکیلی اس جنگ یمامہ میں شہدائے اسلام کی تعداد ایک ہزار سے متجاوز تھی۔ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اہانت رسول کا ارتکاب کرنے والوں کے لئے ایک تاریخ ساز مثال قائم کی دی۔

تاریخ اسلامی کی چودہ صدیاں اس حقیقت پر گواہ ہیں کہ مسلمانوں نے کبھی اہانت رسالت کے جرم کو برداشت نہیں کیا۔ جہاں تک توہین رسالت کا ارتکاب کرنے والوں کی شرعی سزا کا مسئلہ ہے۔

اکابرامت میں اس پر اتفاق پایا جاتا ہے۔امام ابن تیمیہؒ نے ''الصارم المسلول علی شاتم الرسول'' میں بہت جامعیت کے ساتھ وہ استدلال پیش کیا ہے جو ایسے مجرموں کو قتل کی سزا دینے کے لیے ضروری ہے۔یہود اور نصاری کے مذہبی پیشواؤں نے توہین رسالت کا نہ صرف یہ کو خود مسلسل ارتکاب کیا ہے بلکہ اپنے معتقدین میں بھی اس کی تعلیم و ترغیب میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔وہ لوگ جو اس گھناؤنے جرم کا ارتکاب کرتے تھے انہیں ان پادریوں کی اصطلاح میں بنیاد پرست کہا جاتا تھا۔بنیاد پرستی کی یہ تحریک ہسپانیہ میں یولوجیس نامی راہب کی سرپرستی میں شروع ہوئی' جس نے عیسائی نوجوانوں میں یہ اندھا جذبہ پیدا کیا کہ پیغمبر آخرالزماں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف اہانت کا اظہار کر کے اگر انہیں قتل بھی کیا جائے تو یہ ان کے تقدس اور بلند مرتبے پر فائز ہونے کی علامت ہوگی۔مذہبی فدا کاری اور اندھے جنون کے اس جذبے کی تحریک کے بانی ہسپانیہ کے عیسائی ہیں۔اس تحریک کا تذکرہ متعدد کتابوں میں کیا گیا ہے۔یورپ کے علاوہ برصغیر میں بھی توہین رسالت کی جو منفی کوششیں کی گئیں' مسلمانوں نے ریاستی اور انفرادی سطح پر اس کا مقابلہ کیا ہے اور محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لافانی جذبے کا اظہار کیا ہے۔

توہین رسالت آسمانی مذاہب میں ہمیشہ سے ایک ناقابل معافی جرم رہا ہے۔قرآن مجید میں بہت صراحت کے ساتھ یہ تعلیم دی گئی ہے کہ کوئی مسلمان کسی مذہبی پیشوا تو کجا ان کے ان نام لیواؤں کے لیے بھی بدزبانی اختیار نہیں کر سکتا۔مذاہب کے اکابر اور ان کے شعائر کے احترام کے حوالے سے اسلام کی تعلیمات ہی تکریم انسانیت اور احترام آدمیت کی اقدار کو بحال رکھ سکتی ہیں۔اسلامی موقف کو جاننے کے لیے قرآن مجید کے اس ارشاد پر توجہ دیجیے:

﴿ولا تسبوا الذین یدعون من دون اللہ فیسبوا اللہ عدوا بغیر علم﴾ (الانعام:۱۰۸)

''اور (اے مسلمانو!) یہ لوگ اللہ کے سوا جن کو پکارتے ہیں' انہیں گالیاں نہ دو' کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ شرک سے آگے بڑھ کر جہالت کی بناء پر اللہ کو گالیاں دینے لگیں۔''

پیش نظر رہے کہ ایک مسلمان کے لیے پیغمبر آخرالزماں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لانے کے علاوہ' ان عقائد پر ایمان لانا بھی ضروری ہے' جس کی رو سے اللہ تعالیٰ اس کے فرشتوں' مقدس الہامی کتابوں اور انبیائے کرام علیہم السلام کی عظمت و تقدیس کا یقین رکھنا ضروری ہے۔کسی مسلمان کے لیے اس کا تصور بھی ممکن نہیں کہ وہ کسی نبی محترم یا آسمانی کتاب کے بارے میں کسی نوعیت کی گستاخی یا بے ادبی کا

احساس تک بھی دل ودماغ میں لائے یا اس سلسلے میں لب کشائی کرے۔قرآن مجید نے ایمان بالرسل کے ساتھ اللہ تعالیٰ ملائکہ اور وحی کے نوشتوں پر ایمان لانے کو کس اسلوب میں پیش کیا ہے اس کے ایک مقام پر توجہ دیجیے:

﴿امن الرسول بما انزل الیه من ربه والمومنون کل امن بالله وملئکة وکتبه ورسوله لا نفرق بین احد من رسله وقالوا سمعنا واطعنا غفرانك ربنا والیك المصیر﴾

(البقرۃ:۲۸۵)

''رسول اس ہدایت پر ایمان لایا ہے جو اس کے رب کی طرف سے اس پر نازل ہوئی ہے اور جو لوگ اس رسول کو ماننے والے ہیں انہوں نے بھی اس ہدایت کو دل سے تسلیم کرلیا ہے۔ یہ سب اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں کو مانتے ہیں اور ان کا قول یہ ہے کہ ہم اللہ کے رسولوں کو ایک دوسرے سے الگ نہیں کرتے ہم نے حکم سنا اور اس کی اطاعت قبول کی۔ مالک ہم تجھ سے خطا بخشی کے طالب ہیں اور ہمیں تیری ہی طرف پلٹنا ہے۔''

کتاب وسنت کی ان تعلیمات کے نتیجے میں ملت اسلامیہ نے گزشتہ چودہ صدیوں میں مذاہب اور ان کے پیشواؤں کی عزت وحرمت میں کوئی فرق نہیں آنے دیا۔ مسلمان صدیوں تک دنیا کے ایک وسیع وعریض علاقے پر حکمران رہے اور اس دوران میں انہوں نے دوسرے مذاہب کے پیروکاروں کے ساتھ کیا حسن سلوک کیا اس کے تذکرے اور تفصیلات سے کتابیں بھری ہیں۔ خود غیر مسلموں بالخصوص یہودیوں کے یہ اعتراف موجود ہیں کہ مسلمانوں کے عہد حکمرانی میں انہیں احترام اور پناہ دونوں حاصل رہے۔ برصغیر میں مسلمانوں کی ایک ہزار سالہ حکومت میں وہ خود ایک مستقل اقلیت رہے اور کبھی مسلم آبادی میں ان کی تعداد پندرہ بیس فیصد سے زیادہ نہیں رہی۔ مگر مسلمان حکمرانوں نے ان کو برابری کے حقوق عطا کیے حتیٰ کہ انہیں پورے اختیارات کے ساتھ نظم مملکت میں بھی شامل کیا۔ احترام آدمیت کے لحاظ سے مسلمانوں کا ریکارڈ تاریخی طور پر بہت لائق قدر اور قابل ستائش رہا۔

توہین رسالت کی روایت مغرب میں صدیوں سے موجود ہے اور یہ اہانت کے نت نئے پینترے بدلتی رہی ہے۔ مستشرقین کی تحریریں ریکارڈ کے بطور موجود ہیں کہ کس طرح انہوں نے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور قرآن مجید پر بے جا اور ناروا الزامات لگائے ہیں۔ مسلم مفکرین نے ان کے

الزامات اور اتہامات کا ہمیشہ علمی جواب دیا ہے' مگر افسوس کہ حالیہ چند برسوں میں اہانت کے واقعات کی نوعیت اور کمیت میں بہت اضافہ ہو گیا ہے۔ ان واقعات میں سے ملت اسلامیہ اور فرزندان توحید کے دل زخمی ہیں۔ انہیں اپنے پیغمبر رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جو محبت ہے' اس کا مقابلہ دنیا کی کوئی دوسری قوم نہیں کر سکتی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شخصیت اور سیرت میں ایک ایسا وقار اور جلالت موجود ہے' جس کا اعتراف سینکڑوں غیر مسلم مصنفین نے بھی کیا ہے۔ بیسیوں غیر مسلم شعراء کا نعتیہ کلام پڑھیے تو ان کے جذبات کی داد دینا پڑتی ہے۔ دنیا میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علاوہ کوئی دوسری شخصیت ایسی نہیں جس کے لیے اس کے اپنے مذہب کے علاوہ دوسرے مذاہب کے لوگوں نے اس قدر بھرپور احترام کے جذبات ظاہر کیے ہوں۔ مگر افسوس کہ بعض کم نظر' فتنہ جو اور اخلاق باختہ حضرات ایسے بھی ہیں جنہوں نے محض تعصب' نفرت اور تنگ نظری کی بنا پر ایسی تحریریں لکھی ہیں یا ایسے خاکے بنائے ہیں یا ایسی فلمیں تیار کی ہیں جن کا حقائق سے دور کا بھی تعلق نہیں اور اسے محض عناد اور گستاخانہ رویہ قرار دیا جا سکتا ہے۔ ان مغربی حضرات نے بعض بد بخت اور لعین مسلمانوں کی خدمات بھی بڑی بھاری قیمت ادا کر کے حاصل کی ہیں کہ جن کے قلم کی سیہ کاریوں سے ان معاند مغربی حضرات کے ذوق اہانت کی تسکین ہوتی ہے۔

مغرب کے ایسے حضرات کا نفسیاتی تجزیہ کیا جائے تو یہ سراسر دماغی مریض دکھائی دیں گے۔ افسوس تو یہ بھی ہے کہ جن کے ہاں کتوں اور بلیوں تک کے حقوق کا احترام پایا جائے' ان کے ہاں مذہبی اکابر کی اہانت کے ایسے حربے اختیار کیے جائیں' جن کی کوئی تہذیب اور نظام اخلاق اجازت نہیں دیتا' ماضی میں نصرانی مستشرقین بالعموم اور یہودی سکالرز بالخصوص علمی تحقیق کے نام پر پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور قرآن مجید کے بارے میں ہرزہ سرائی کرتے رہے ہیں۔ مسلم دانشوروں نے ان سب کا بہت سنجیدگی سے جواب دیا' مگر اب آزادی صحافت اور آزادی اظہار رائے کے نام پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایسے خاکے تیار کیے جا رہے ہیں' کہ جن سے صریحاً آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اہانت مقصود ہے۔

امریکہ میں نائن الیون کا حادثہ جس کی اب تک کی تحقیقات میں مسلم عنصر کے بارے میں کوئی واضح اور قطعی شہادتیں موجود نہیں ہیں' البتہ اس میں یہودی سازش کے ڈانڈے بدستور اور بتدریج ملتے چلے جا رہے ہیں۔ امریکہ اور امریکیوں کو یہودی اقلیت نے کس طرح یرغمال بنا رکھا ہے' یہ بھی ایک عبرتناک داستان ہے۔ یہ یہودی عنصر وقفے وقفے سے اپنی میڈیا کی قوت کے ذریعے سے ایسا ماحول پیدا کرتا رہتا

ہے کہ جس سے مغربی طاقتوں کو مسلمانوں کے خلاف بھڑکایا جاسکے۔ اہل نظر جانتے ہیں کی ڈینیل پائپس نامی امریکی یہودی نے کس طرح ستمبر ۲۰۰۵ء میں خاکوں کے ذریعے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اہانت کی منصوبہ بندی کی۔ اپنے مذموم مقاصد کے لیے ان یہودیوں نے کارٹونوں کے مقابلے منعقد کروائے اور پھر ان کی اشاعت کے لیے ایک ایسے ملک کا انتخاب کیا جہاں انسانی حقوق کا احترام اس درجہ بڑھ گیا ہے کہ ہم جنس پرستی کو بھی جواز مل گیا ہے۔ ان کے ہاں یہ اباحیت اور فحش کی حد تک بڑھی ہوئی جنسیت کیا کیا گل کھلا رہی ہے' اہل نظر اس سے بخوبی آگاہ ہیں۔

اپنے مذموم مقاصد کے لیے یہودی لابی نے ڈنمارک کے ایک انتہائی غیر معروف اخبار ''یولانڈز پوسٹن'' میں ۳۰ ستمبر ۲۰۰۵ء کی اشاعت میں ان خاکوں کو شائع کرایا۔ پیش نظر رہے کہ اس اخبار کا مالک بھی ایک یہودی ہے۔ اس حرکت پر مسلمانوں نے اپنا تاریخی احتجاج ریکارڈ کرایا۔ مگر یہودی ذہنیت میں تہذیب اور شرافت کے اجزاء سرے سے غائب ہیں۔ یہودیوں کی اس ہٹ دھرمی اور مخاصمت کے پیش نظر اُنیس اکتوبر کو ڈنمارک میں موجود گیارہ مسلمان سفیروں نے ملک کے وزیراعظم آندرس نوگ راسموسین سے ملاقات کی اور انہیں اخبارات کی اس گستاخانہ روش پر توجہ دلائی' جس کے باعث ڈیڑھ ارب مسلمانوں کے دل زخمی ہوئے ہیں۔ وزیراعظم بھی تو ڈنمارک کے دودھ کا نکلا ہوا مکھن تھا' سو وہ بھی چکنا گھڑا ثابت ہوا۔ سفیروں کے احتجاج کو نظر انداز کرنے کا یہ نتیجہ نکلا کہ دس جنوری ۲۰۰۶ء کو اِسی اخبار نے ان خاکوں کو دوبارہ شائع کر کے اپنی بدنیتی اور شرانگیزی کا اعادہ کیا۔

یکم فروری ۲۰۰۶ء کو فرانس' جرمنی' اٹلی اور اسپین کے بعض اخبارات نے ان خاکوں کو شائع کر کے ڈنمارک کے اخبارات کے ساتھ اپنی ''یکجہتی'' کا اظہار کیا۔ خیال رہے کہ یہودی صرف عالمی اقتصادیات کو ہی یرغمال نہیں بنائے ہوئے ہیں' بلکہ عالمی میڈیا اور صحافت پر ان کا کنٹرول بھی لائق توجہ ہے۔ اُمت مسلمہ کے خلاف ان کے عناد اور دشمنی کا یہ نتیجہ ہے کہ وہ کئی محاذوں پر انہیں تنگ کرنے اور کمزور بنانے کی پلاننگ کر چکے ہیں۔ یہودی مستشرقین اس حقیقت سے آگاہ ہیں کہ یہ اُمت اپنی کتاب اور اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کس درجہ عقیدت اور محبت رکھتی ہے۔ اس لیے انہوں نے ہمیشہ انہی دونوں مراکز عقیدت و محبت پر حملہ کرنے کی کوشش کی ہے اور اس ''کارِ خیر'' سے وہ کبھی غافل نہیں رہے۔ نتیجتاً ۱۳/ فروری ۲۰۰۸ء کو ایک مرتبہ پھر سکنڈے نیوین ممالک کے سترہ اخبارات نے ان گستاخانہ خاکوں کو

شائع کیا ہے۔ مغرب کا صحافتی گھوڑا یہودی کوچوان کی گرفت میں عدم رواداری کی شاہراہ پر سرپٹ دوڑ رہا ہے۔ وہ اس حرکت کے نتائج سے بے خبر نہیں کہ اس نتیجے میں ایک ایسی عالمی جنگ کا آغاز ہوسکتا ہے جو پوری انسانیت کے خاتمے کا اعلان ہوگی۔ آگ لگانے والوں کو فی الحال اس کا اندازہ نہیں کہ اس جلائی ہوئی آگ میں وہ خود بھی بھسم ہو جائیں گے۔ مگر عصبیت اور عناد کی نفسیات ہی یہ ہوتی ہے کہ اس شرانگیزی میں مبتلا فرد یا گروہ عواقب سے بے پرواہ اور نتائج سے غافل اپنی حرکات میں مصروف رہتا ہے۔

ان مذموم خاکوں کے خلاف اُمت مسلمہ کے جاری احتجاج کو اب ایک نئے محاذ کا سامنا درپیش ہے۔ ہالینڈ کے ایک رکن پارلیمنٹ گیرٹ وائلڈر نے ''فتنہ'' کے عنوان سے ایک ایسی فلم تیار کی ہے جس میں قرآن مجید کے حوالے سے فتنہ انگیزی کی ہے۔ افسوس کہ جو کتاب دنیا میں ہر نوع کے فتنوں کے استیصال کرنے کے لیے نازل ہوئی خود اسے فتنہ انگیزی کا موضوع بنا دیا گیا۔ اس موقع پر عالم اسلام کے دانشوروں اور ارباب اختیار کو بہت سنجیدگی سے سر جوڑ کر بیٹھنے' تجزیہ کرنے اور راہِ عمل تجویز کرنے کی ضرورت ہے کہ مغرب کے مسلمانوں کے جذبات کے ساتھ کھیلنے کی اس مسلسل روش کا توڑ کیسے کیا جائے؟

مغرب میں گذشتہ ایک صدی سے انسانی حقوق کے حوالے سے بہت زور شور دکھائی دیتا ہے۔ انسانی حقوق کے احترام سے کون انکار کرسکتا ہے۔ اسلام نے تو سب سے پہلے میثاق مدینہ اور خطبہ حجۃ الوداع کے ذریعے حقوق کا ایک ایسا آئینی اور دستوری پیکج عطا کیا جو کسی مسلسل احتجاج اور قراردادوں کے نتیجے میں نہیں بلکہ اسلام کی فطری تعلیمات کے حوالے سے نہ صرف پیش کیا گیا' بلکہ اس پر عمل درآمد کی روشن مثالیں اسلامی تاریخ کا مستقل طغرائے امتیاز ہیں۔ کیا کسی ایک فرد یا طبقے کا کسی دوسرے فرد یا طبقے کے حقوق کو سلب کرنا بھی انسانی حقوق کے احترام کا تقاضا ہے؟ کیا مغرب کے اس یہودی ذہن کا یہ ''کرشمہ'' کہ جس کے باعث ڈیڑھ ارب مسلمانوں کے جذبات مجروح ہوئے اور ہورہے ہیں۔ انسانی حقوق کا احترام ہے یا ان کا انہدام ہے......؟ یہود کی فطرت ملاحظہ کیجیے کہ ایک طرف ہولوکاسٹ جیسے معروف واقعے کے بارے میں ان کا موقف یہ ہے کہ اس کے بارے میں تاریخی حقیقت کو معلوم کرنے کی بھی اجازت نہیں اور اگر کوئی ایسا کرے تو ان کے نزدیک یہ قانوناً جرم ہے۔ دوسری طرف وہ مسلمانوں کے حقوق کو نگلنے اور نظر انداز کرنے کی مستقل پالیسی پر عمل پیرا ہیں۔ اس روش پر جن اداروں کو انہیں لگام دینا چاہیے تھی' وہی اس کے غلام بنے ہوئے ہیں۔ فلسطین میں گزشتہ چھ عشروں میں مسلمانوں کے حقوق کا

جو اتلاف اسرائیلیوں کے ہاتھوں ہو رہا ہے' اس سے عالمی امن' بھائی چارے اور انصاف کے اداروں کی بے بسی کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

یورپ میں آزادی اظہار رائے کو بہت اہمیت دی جاتی ہے۔ مسلمانوں کو اس حق سے اختلاف نہیں ہے' مگر سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخر اس حق کے استعمال کی بھی کچھ حدود و قیود ہیں یا نہیں۔ کوئی تہذیب و ثقافت شاید اس حرکت کی تو اجازت دے دے کہ آپ ہاتھ میں چھڑی لے کر بے تکلفی سے اسے گھماتے ہوئے چلتے جایئے مگر یہ آزادی اس مقام پر آ کر ختم ہو جاتی ہے کہ جہاں یہ کسی دوسرے کی ناک کو چھونے کی کوشش کرے۔ اہل مغرب تو اس چھڑی سے مسلمانوں کے جسم کے ہر حصے کو کچوکے لگا رہے ہیں۔ مادی اور ٹیکنالوجی کے پندار میں مبتلا مغرب کے دانشوروں کو سوچنا ہوگا کہ کیا دوسرے مذاہب کے اکابر اور ان کے شعائر پر اس نوع کے نازیبا حملے آزادی رائے کے زمرے میں آتے ہیں۔ اگر آپ نے اس نوع کی منفی اور مذموم سرگرمیوں اور حرکات کو آزادی رائے تصور کر رکھا ہے تو آپ انسانیت کے مستقبل ہی نہیں حال کو بھی ایک جہنم زار بنا دیں گے۔ ایک طرف آپ بین المذاہبی اور بین التہذیبی مکالمے کی بات کرتے ہیں' لیکن اسی سانس میں آپ ان تہذیبوں اور مذاہب کے اکابر اور شعائر کا مذاق اڑاتے ہیں' کیا یہ آپ کی اس مکالمے کے اجراء اور فروغ سے دلچسپی اور سنجیدگی کی علامت ہے.....؟

آپ ہی اپنی اداؤں پہ ذرا غور کریں
ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہو گی

دنیا کے تمام سنجیدہ سکالرز اس حقیقت سے آگاہ ہیں کہ اسلام نہ صرف یہ کہ تمام انبیائے کرام علیہم السلام پر ایمان لانے کی دعوت دیتا ہے' بلکہ ان کی عزت و تکریم کی بھی تلقین کرتا ہے۔ قرآن مجید نے ہمیں یہ تعلیم دی ہے کہ ''لا نفرق بين احد من رسله'' اور اسی تعلیم نے ہمیں تمام رسولوں کے احترام کا پابند بنایا ہے۔ ہمارے عیسائی بھائیوں نے بھی مسیح علیہ السلام کی اہانت کے سلسلے میں Blasphemy کے حوالے سے ایسے قوانین کا ذکر کیا ہے' جس کی بنا پر مقدس شخصیات اور ناموں کی بے حرمتی نہیں کی جا سکتی۔ مغربی ممالک میں جو ضوابط تعزیرات پائے جاتے ہیں' ان میں اس جرم اہانت کی سزا موت درج تھی' مگر اٹھارھویں صدی میں مادی اور ثقافتی تبدیلیوں نے اس موت کی سزا کو Civil Death کی اصطلاح کا نام دیا ہے۔ مغرب کی عدالتوں کے فیصلے اور نظائر ہمارے مطالعے میں ہیں کہ جن میں مذہبی

پیشواؤں اور شعائر کی بے حرمتی پر سزائیں دی گئی ہیں۔صد حیف کہ مغرب ایک دوہرے معیار کا خوگر ہو چکا ہے۔مغربی ممالک کے دیاتیر اور تعذیرات میں مذہبی شعائر کا مذاق اڑانے والوں اور مذہبی سطح پر دوسروں کی دلآزاری کرنے والوں کے لیے مختلف سزائیں تجویز کی گئی ہیں۔)

(مگر جب معاملہ مسلمانوں کے مذہبی جذبات کی دلآزاری کا آتا ہے تو ان کو سانپ سونگھ جاتا ہے۔خود ڈنمارک کے دستور کے آرٹیکل ۷۷ کے تحت کسی بھی شخص کو غلط اور نامناسب چیزیں شائع کرنے پر عدالت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔اسی ملک کے پینل کوڈ (تعزیرات) کے سیکشن ۱۴۰ میں توہین آمیز مواد کی اشاعت پر پابندی موجود ہے۔ نیز تعزیرات کے سیکشن ۲۶۶۔اے میں رنگ ونسل یا مذہبی جذبات کے خلاف اقدامات سے باز رہنے کی ہدایت بھی موجود ہے۔ یورپین یونین آف ہیومن رائٹس کے تحت ڈنمارک بین الاقوامی ضوابط اور قوانین پر عمل درآمد کا پابند ہے۔ یہ ملک ایک مدت سے ایک لبرل سوسائٹی کے قیام کا مدعی ہے۔جس کا ثبوت اس امر سے ملتا ہے کہ یہاں ہم جنس پرست جوڑوں کی شادیوں کے حقوق کو فخریہ پیش کیا جا رہا ہے۔کیا سیکولرزم اور جمہوری کلچر کا یہی تقاضا ہے کہ آپ دوسرے مذاہب بالخصوص ان کے پیشواؤں کی کردارکشی کے لیے اہانت اور تضحیک کا رویہ اپنائیں۔ ہالینڈ کے پینل کوڈ (تعزیرات) کے آرٹیکل ۱۳۷۔ے کے تحت بھی توہین آمیز تحریروں کے ذریعے نفرت وتعصب پھیلانا ممنوع قرار دیا گیا ہے۔ہالینڈ کے وزیراعظم نے فلم "فتنہ" کے فتنہ گر گیرٹ وائلڈر کی اس کوشش کو طبقات میں نفرت پھیلانے کا موجب بتایا ہے۔اگر وہ یہ بات سنجیدگی سے کہہ رہے ہیں تو پھر حکومت کو ایسے فتنہ گر کے خلاف خود بھی مقدمہ چلانا چاہیے۔اس فلم کا پلاٹ اس طرح سے ترتیب دیا گیا ہے کہ اسلام کو ایک پرتشدد مذہب ثابت کیا جائے۔اس کے پلاٹ میں مسلمانوں کے جذبات کو بھڑکانے کے لیے ایسا الم غلم مواد جمع کیا گیا ہے' جس کا مقصد مسلمانوں کو تشدد پر ابھارنے کے علاوہ کچھ اور نہیں ہوسکتا۔

درمیانِ قعرِ دریا تختہ بندم کردہ
بازی می گوئی کہ دامن تر مکن ہشیار باش

دنیا کے تمام سنجیدہ دانشوروں کو اس نقطے پر مسلسل سوچنا چاہیے کہ اہانت انبیاء اور مذہبی صحائف کی اس تضحیک سے عالمی ثقافت اور جہانی سیاست میں کیا خرابیاں پیدا ہوسکتی ہیں۔غیر مسلم دانشور اور میڈیا سے متعلق ذمہ داران کو سوچنا چاہیے کہ اظہار رائے کی آزادی کی حدود و قیود کیا ہونا چاہیں۔ایسی مذموم

حرکات کے مقاصد اس کے علاوہ اور کیا ہو سکتے ہیں کہ اسلام اور مسلمانوں سے عناد رکھنے والے حضرات ایسی تحریروں، خاکوں اور فلموں کے ذریعے مسلمانوں کو اشتعال دلا کر انہیں دہشت گرد ثابت کریں۔ ان کی حماقت اور سادہ لوحی پوری انسانیت کو ایک عالمگیر جنگ کی طرف دھکیل رہی ہے۔ پہلے سے صلیبی جذبات میں سلگتی فضا، ایسی شرمناک حرکات سے انسانیت کو جہنم زار بنا سکتی ہے۔ آزادی اظہار رائے کے نام پر دریدہ ذہنی، افترا پردازی اور تخلیقی ہذیان کا مظاہرہ سراسر بدنیتی، عناد اور مخاصمت ہے جس سے انسانی اقدار کو ناقابل تلافی نقصان پہنچ رہا ہے۔ مغرب اور بالخصوص عالم یہود کو سمجھ لینا چاہیے کہ اس کی یہ مذموم حرکات فساد فی الارض کا باعث ہیں۔ دنیا کی تمام امن پسند اقوام، صلح جو معاشروں، اخلاقی اقدار کے فروغ میں یقین رکھنے والے مذہب اور عالمی احترام و اخوت کی جویا قوتیں اور تنظیمیں۔ عالم یہود کی اس سازش کی مذمت کریں۔ اس سلسلے میں اقوام متحدہ اور عالمی عدالت انصاف کو ایسی قانون سازی کرنا چاہیے جس میں کسی قوم یا مذہب کو ایسی غیر اخلاقی حرکات کا ارتکاب کرنے کی جرات نہ ہو۔ بین المذاہبی اور بین التہذیبی مکالمے کے اداروں اور تنظیموں کو اپنا کردار انجام دینا چاہیے۔ ایمنسٹی انٹرنیشنل اور انسانی حقوق کے اداروں کو بھی ایسی حرکات کا نوٹس لینا چاہیے۔ پُرامن بقائے باہمی کے لیے مسلسل ایسے اقدامات اٹھانے کی ضرورت ہے کہ جس میں برابری اور مساوات کی بنیادوں پر حقوق اور اقدار و روایات کو تحفظ دیا جائے۔

عالم اسلام کے فرزندانِ توحید کو بھی اس سلسلے میں اپنی صفوں میں اتحاد اور وحدت پیدا کرنا چاہیے۔ یہود و ہنود کی ہرزہ سرائیوں کے مقابلے میں ہمارا احتجاج ہماری تہذیبی اور اخلاقی روایات میں ڈھلا ہونا چاہیے۔ او آئی سی، رابطہ عالم اسلامی، مؤتمر عالم اسلامی اور دوسری مسلم تنظیمات اور تحریکات کو ان موضوعات پر ایک مشترکہ موقف اپنانا چاہیے۔ عالم اسلام کے سیاسی قائدین کو ایسے ممالک کے خلاف اقتصادی بائیکاٹ کا حربہ استعمال کرنا چاہیے۔ جو ایسی ناپسندیدہ حرکات کی سرپرستی کرتے ہیں۔ مسلمانوں کو اپنے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت و حرمت کے حوالے سے ایک جرات مندانہ اور اسلامی حمیت سے لبریز رویہ اختیار کرنا چاہیے۔ عالم اسلام کے علمی، تحقیقی اور تدریسی اداروں کو منصب نبوت، مقام نبوت اور عظمت نبوت کے حوالے سے وقیع کام سرانجام دینا چاہیے۔ دنیا شاید معیشت کے ساز و سامان سے محرومی کی صورت میں ختم نہ ہو، مگر اخلاقی زوال اور روحانی افلاس کے باعث ختم ہو جائے گی اور یہ اخلاقی ورثہ اور روحانی ترکہ نبوت کے مقام و منصب کو سمجھے بغیر ممکن نہیں۔ انسانیت کے مستقبل کی درخشندگی اور

تازگی کارِ نبوت کے ساتھ وابستہ ہے اور انبیائے کرام علیہم السلام کی سیرتوں میں صرف ایک سیرت ہی اپنے کارنامہ سیرت کے ساتھ زندہ موجود ہے۔ اس مصطفوی تہذیب وثقافت کی حفاظت ملت اسلامیہ بالعموم اور اس کے دانشوروں کی بالخصوص ذمہ داری ہے۔ کیا یہ بہتر نہ ہوگا کہ سعودی عرب یا پاکستان کے اکابر تمام مذاہب کے صف اول کے دینی رہنماؤں کی ایک کانفرنس بلائیں، جس میں مذاہب کے اکابر اور شعائر کی عزت وحرمت پر کوئی متفقہ لائحہ عمل اپنایا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے ورفعنا لک ذکرک کی جو نوید قرآن بیان کی ہے اس کی شان کا یہ منظر ہے کہ اہلِ کفر کی صفوں میں ہزاروں بے نوروں میں ایمانی حرارت پیدا کر رہی ہے۔ دنیا میں مصطفوی تہذیب وثقافت تیزی سے بڑھ رہی ہے۔ مسلمانوں کی تعداد کیتھولک بھائیوں کی تعداد سے زیادہ ہوچکی ہے۔ اب اسلام کے فروغ میں خود مسلمان رکاوٹ ہیں۔ اگر ہم میں مطلوب تبدیلی آ جائے تو چار سو ان شاء اللہ تبدیل ہو جائے گا۔

میں اگر سوختہ ساماں ہوں تو یہ روزِ سیاہ
خود دکھایا ہے مرے گھر کے چراغاں نے مجھے
کوئی کافر میری تذلیل نہ کر سکتا تھا
مرحمت کی ہے یہ سوغات مسلماں نے مجھے

(بشکریہ ماہنامہ دعوۃ اسلام آباد)

آل پاکستان
قراء تربیتی کنونشن
مورخہ 15 مئی 2008ء بروز جمعرات صبح 9 بجے تا سہ پہر 4 بجے
بمقام: چھانگا مانگا جھیل
☆ جس میں ملک بھر کے مدارس وجامعات میں تدریسی فرائض انجام دینے والے قراء حضرات کو شرکت کی خصوصی دعوت دی جاتی ہے۔
☆ شرکت کرنے والے حضرات مورخہ 12 مئی تک اپنے اسمائے گرامی درج کروادیں تاکہ ضیافت کا اہتمام بطریق احسن ہوسکے۔
☆ دور سے آنے والے حضرات چھانگا مانگا ریلوے پھاٹک کے قریب استقبالیہ کیمپ پر رابطہ کریں۔
داعیانِ فلاح: المقری محمد یحییٰ رسولنگری۔ المقری محمد ادریس عاصم
المقری محمد عزیز۔ المقری محمد ابراہیم میر محمدی
برائے رابطہ
0300-6937340
0301-86498u0
0300-4733764

مرکزی جامع مسجد محمدیہ اہل حدیث
جید چک نمبر 16 تحصیل صفدر آباد میں
23 مئی 2008ء کا
خطبہ جمعۃ المبارک
شیخ الحدیث والتفسیر
حضرت مولانا حافظ مسعود عالم
ارشاد فرمائیں گے۔ ان شاء اللہ
الداعی الی الخیر: (مولانا) عبدالغفور تبسم خطیب مسجد ہذا
ناظم مالیات مرکزی جمعیت اہل حدیث تحصیل صفدر آباد